11

ہمیشہ بچوں کے نیک، صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔

۴؍جولائی ۲۰۰۳ء مطابق ۴؍وفا ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

☆ ...... ہمیشہ بچوں کے نیک، صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے

☆ ...... اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاؤ

☆ ...... اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے

☆ ...... اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیت تلاوت فرمائی

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ. قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً. اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾

(سورۃ آل عمران:۳۹)

یہ آیت جو تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے: اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:-

’’حضرت مریم علیہا السلام...... کے منہ سے یہ بات سن کر کہ اللہ سب کچھ دیتا ہے، یہ نعمتیں بھی اللہ نے ہی دی ہیں، حضرت زکریا علیہ السلام کے دل پر چوٹ لگی اور انہوں نے خیال کیا کہ جب واقعہ یہی ہے کہ ہر چیز اللہ دیتا ہے اور ایک بچی بھی یہی کہہ رہی ہے تو مَیں تو سمجھدار اور تجربہ کار ہوں، مَیں کیوں نہ یقین کروں کہ ہر چیز خدا ہی دیتا ہے۔ چنانچہ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ۔ یہ جواب سن کر حضرت زکریا علیہ السلام کو توجہ ہوئی کہ مَیں بھی اپنی ضرورت کی چیز خدا تعالیٰ سے مانگوں۔ میرے گھر میں بھی کوئی بچہ نہیں۔ اگر مریم کی طرح میرے گھر میں بھی بچہ ہوتا اور مَیں اس سے پوچھتا کہ یہ چیز تمہیں کس نے دی ہے اور وہ کہتا کہ خدا نے، تو جس طرح مریم کی بات سن کر میرا دل خوش ہوا ہے، اسی طرح اپنے بچے کی بات سن کر میرا دل خوش ہوتا۔ پس حضرت مریم علیہا السلام حضرت یحییٰ کی پیدائش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرانے کا ایک محرک ہوگئیں اور اس طرح بالواسطہ طور پر جہاں خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے ماتحت حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت مسیحؑ کے ارہاص کے طور پر آئے، وہاں حضرت مریم علیہا السلام جو حضرت مسیحؑ کی والدہ تھیں، حضرت یحییٰ کی پیدائش کے لئے ارہاص

بن گئیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کی دعا سنی اور اُن کے گھر میں بچہ پیدا ہوگیا۔‘‘
(تفسیر کبیر جلد پنجم۔ صفحہ ۱۱۹)

حضرت زکریا علیہ السلام کی اس دعا کو قرآن کریم نے سورۃ انبیاء کی آیت ۹۰ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیا ہے۔ دعا یہ تھی:

﴿وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ﴾

اور زکریا (کا بھی ذکر کر) جب اُس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

آپؑ کی اس دعا کی قبولیت کا ذکر سورۃ مریم کی آیت ۸ میں مذکور ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
﴿يٰزَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ ۔یعنی اے زکریا! یقیناً ہم تجھے ایک عظیم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحیٰ ہوگا۔ ہم نے اس کا پہلے کوئی ہم نام نہیں بنایا۔

اور پھر اس دعا کی برکت سے جو بیٹا عطا ہوا، اُس کی خوبیاں سورۃ مریم کی تیرھویں آیت سے لے کر سولہویں آیت تک بیان کی گئی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

اے یحیٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ نیز اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر (اور) نافرمان نہیں تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن اُسے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:-

’’یہ کیسی لطیف دعا ہے اور کس طرح دعا کے چاروں کونے اس میں پورے کر دئے گئے ہیں۔ اِس دعا کو اگر ہم اپنے الفاظ میں بیان کریں تو اس کی یہ صورت ہوگی کہ: ’’اے میرے خدا! میرے اندرونی قویٰ مضمحل ہوگئے ہیں، میرا بیرونی چہرہ مسخ ہوگیا ہے، مَیں ہمیشہ سے ہی تیرے الطاف خسروانہ کا عادی ہوں۔ اس لئے مایوسیاں اور ناکامیاں مَیں نے کبھی دیکھی نہیں۔ ناز کرنے کی عادت مجھ میں پیدا ہو چکی ہے۔ رشتہ دار میرے بُرے اور موت کے بعد گدّی سنبھالنے کے منتظر۔

بیوی میری بیکار۔ ان سب وجوہ کے ساتھ مَیں مانگنے آیا ہوں اور کیا مانگنے آیا ہوں۔ یہ مانگنے آیا ہوں کہ اے میرے خدا! تُو مجھے بیٹا دے۔ ایسا بیٹا دے جو میرا ہم خیال اور دوست ہو، ایسا بیٹا دے جو میرے بعد تک زندہ رہنے والا اور میرے خاندان کو سنبھالنے والا ہو اور ایسا بیٹا دے جو میرے اخلاق اور آل یعقوب کے اخلاق کو پیش کرنے والا ہو، گویا صرف میرے نام کو ہی زندہ نہ کرے بلکہ اپنے دادوں پردادوں کے نام کو بھی زندہ کردے اور پھر وہ انسانوں ہی کے لئے باعثِ خوشی نہ ہو، بلکہ اے میرے ربّ! وہ تیرے لئے بھی باعثِ خوشی ہو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد پنجم۔ صفحہ ۱۲۵)

اب یہ دعا ایسی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے اور ہر ایک کا دل چاہتا ہے کہ کرے اور صالح اولاد ہو اور پھر بچوں کی پیدائش کے وقت بھی اور پیدائش کے بعد بھی ہمیشہ بچوں کے نیک صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔ اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور نصیحت ہے۔ یہاں مَیں ضمناً ذکر کردوں۔ گو ضمناً ہے مگر میرے نزدیک اس کا ایک حصہ ہی ہے کہ اگر والدین کی دعا اپنے بچوں کے لئے اچھے رنگ میں پوری ہوتی ہے تو وہاں ایسے بچے جو والدین کے اطاعت گزار نہ ہوں ان کے حق میں برے رنگ میں بھی پوری ہوسکتی ہے۔ تو ماں باپ کی ایسی دعا سے ڈرنا بھی چاہئے۔ بعض بچے جائیداد یا کسی معاملہ میں والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مختلف لوگ لکھتے رہتے ہیں اس لئے یہ عجیب خوفناک کیفیت بعض دفعہ سامنے آجاتی ہے۔ اس لحاظ سے ایسے بچوں کو اس تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے تو ماں کے لئے تو خاص طور پر حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ تمہاری سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔ یہ جو قرآن حکیم کا حکم ہے کہ والدین کو اُف نہ کہو یہ اس لئے ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارا حق مارا جا رہا ہے یا تمہارے ساتھ ناجائز رویہ اختیار کیا ہے ماں باپ نے۔ تب بھی تم نے ان کے آگے نہیں بولنا ورنہ کسی کا دماغ تو نہیں چلا ہوا کہ ماں باپ کے فیض بھی اٹھا رہا ہو اور ماں باپ اس بچے کی ہر خواہش بھی پوری کررہے ہوں تو ان کی نافرمانی کرے یا کوئی نامناسب بات کرے۔ اس کا آدمی تکلیف نہیں

کرتا ہے تو جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہیں اپنے خطوط میں۔ اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں جیسا کہ مَیں آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات میں اس کا ذکر کروں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہئے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں، باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ:

مِری اولاد جو تِری عطا ہے
ہر اِک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

دنیاوی نعماء کی بھی دعا کی ہے لیکن سب سے بڑھ کر یہ دعا کی ہے کہ:

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

(درّثمین اردو۔ صفحہ ٤٨ تا ٤٩)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان دعاؤں کو بھی سنا اور حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا آپ کو بھی دو بار الہاماً سکھائی گئی۔ چنانچہ پہلا الہام مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا اور دوسری بار ۱۸۹۳ء میں یہ الہام ہوا:

”رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔

رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔“

اے میرے ربّ! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے ربّ! امّت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے۔ اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

(تذکرہ، صفحہ ۴۷، مطبوعہ ۱۹۶۹ء۔)

پھر نومبر ۱۹۰۷ء میں آپ کو الہام ہوا۔ بہت لمبا الہام ہے عربی میں، اس کا کچھ حصہ مَیں پڑھتا ہوں۔

”سَأَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَۃً طَیِّبَۃً اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی“

مَیں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ مَیں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

”مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔ محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان:۷۵) پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے، وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تُو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔ مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو، یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے......

پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش، ہر قول و فعل، حرکت و سکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقعہ ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر

خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے۔لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے۔“

(البدر ۸ مارچ ۱۹۰۴،ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ ۵۷۸،۵۷۹)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”فنا فی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں،خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقعہ ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے..........(فرماتے ہیں:) خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں، ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دُعا سکھلائی ہے کہ ﴿اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ﴾ (الاحقاف:۱۶) میرے بیوی بچوں کی بھی اِصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں بلعم کا ایمان جو حَبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دیدیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰ پر بد دعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا۔ غرض اُن کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں تو اُن کی اِصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔“

(الحکم ۲ مارچ ۱۹۰۸،ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۴۵۶ و ۴۵۷۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ نے فرمایا:

”یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبر گیری کرے کہ وہ اس کے زیر دست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہوگی اور خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہوگا......

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور اُن کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو۔ لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اَور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں، صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر اُن کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔

غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذباتِ نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ رحم اور تقویٰ مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہمّ و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔''

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۴، ملفوظات۔ جلد سوم۔ صفحہ ۵۹۹، ۶۰۰)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خداترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہوگا جب تک کہ وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔''

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱، ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۵۶۰)

اب اس طرف بھی توجہ دلائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ اولاد کے لئے دعا بھی کریں کہ وہ نیک صالح ہو، لیکن پھر دعا کریں اور خود پوری طرح عمل نہ کر رہے ہوں تو بھی اس کا کوئی

فائدہ نہ ہوگا اس لئے اپنی اصلاح کے لئے بھی اسی طرح توجہ کرنی ہوگی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے۔........... فرمایا: اولاد چیز کیا ہے؟ بچپن سے ماں اس پر جان فدا کرتی ہے مگر بڑے ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ پھر اگر فرمانبردار بھی ہوں تو دکھ اور تکلیف کے وقت وہ اس کو ہٹا نہیں سکتے۔ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو تمام عاجز آجاتے ہیں۔ نہ بیٹا کام آسکتا ہے نہ باپ، نہ ماں، نہ کوئی اَور عزیز۔ اگر کام آتا ہے تو صرف خدا۔ پس ان کی اس قدر محبت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُم فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:۱۶) اولاد اور مال انسان کے لئے فتنہ ہوتے ہیں۔ دیکھو اگر خدا کسی کو کہے کہ تیری کُل اولاد جو مر چکی ہے زندہ کر دیتا ہوں مگر پھر میرا تجھ سے کچھ تعلق نہ ہوگا تو کیا اگر وہ عقلمند ہے اپنی اولاد کی طرف جانے کا خیال بھی کرے گا؟

پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے۔ جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں۔‘‘

(الحکم ۲۲/ اگست ۱۹۰۸، ملفوظات۔ جلد پنجم۔ صفحہ ۶۰۲، ۶۰۳)

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا جو اپنے صحابہ یا دوستوں کی اولاد کے لئے کی ان میں سے چند واقعات کا ذکر کروں گا جس سے پتہ چلتا ہے کہ سمیع خدا نے کس طرح دعاؤں کو قبولیت بخشی۔ لیکن جب آپ واقعات سنیں گے تو یہاں بھی آپ دیکھیں گے کہ آپ نے ایسے شخص کو جس کے لئے بھی دعا کی اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس کے ساتھ صاحب اقبال اولاد کی پیدائش کو مشروط کیا اور صحابہ اور رفقاء کے لئے بھی اولاد کی دعا کی اور نیک صالح، دیندار اولاد کی دعا اپنے خدا سے مانگی اور ان واقعات سے آپ دیکھیں گے کہ کس شان

سے وہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوئیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

بیان کیا مجھ سے منشی عطا محمد صاحب پٹواری نے کہ جب مَیں غیر احمدی تھا۔ اور ونجواں ضلع گورداسپور میں پٹواری ہوتا تھا تو قاضی نعمت اللہ صاحب خطیب بٹالوی جن کے ساتھ میرا ملنا جلنا تھا، مجھے حضرت صاحب کے متعلق بہت تبلیغ کیا کرتے تھے مگر مَیں پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت تنگ کیا۔ مَیں نے کہا اچھا مَیں تمہارے مرزا کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دعا کراتا ہوں۔ اگر وہ کام ہو گیا تو مَیں سمجھ لوں گا کہ وہ سچے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ آپ مسیح موعود اور ولی اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ولیوں کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔ آپ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے خوبصورت، صاحب اقبال لڑکا جس بیوی سے مَیں چاہوں عطا کرے۔ اور نیچے مَیں نے لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں مگر کئی سال ہو گئے آج تک کسی کے اولاد نہیں ہوئی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ بڑی بیوی کے بطن سے لڑکا ہو۔ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط گیا کہ مولا کے حضور دعا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند ارجمند صاحب اقبال خوبصورت لڑکا جس بیوی سے آپ چاہتے ہیں عطا کرے گا مگر شرط یہ کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں ان دنوں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی ہوتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے جب مسجد میں جا کر مُلّاں سے پوچھا کہ زکریا والی توبہ کیسی تھی تو لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ شیطان مسجد میں کس طرح آ گیا ہے۔ مگر وہ مُلّاں مجھے جواب نہ دے سکا۔ پھر مَیں نے دھرم کوٹ کے مولوی فتح دین صاحب مرحوم احمدی سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ زکریّا والی توبہ بس یہی ہے کہ بے دینی چھوڑ دو، حلال کھاؤ، نماز روزے کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا جایا کرو۔ یہ سن کر مَیں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ شراب وغیرہ چھوڑ دی اور رشوت بھی بالکل ترک کر دی اور صلوٰۃ وصوم کا پابند ہو گیا۔ چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ مَیں ایک دن گھر گیا تو اپنی بڑی بیوی کو روتے ہوئے پایا۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ پہلے مجھ پر یہ مصیبت تھی کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے میرے پر دو بیویاں کیں۔ اب یہ مصیبت آئی ہے کہ

...........(گویا اولاد کی امید ہی نہیں رہی) ان دنوں میں اُس کا بھائی امرتسر میں تھانے دار تھا۔ چنانچہ اس نے مجھے کہا کہ مجھے میرے بھائی کے پاس بھیج دو کہ مَیں کچھ علاج کرواؤں۔ مَیں نے کہا وہاں کیا جاؤ گی یہیں دائی کو بلوا کر دکھلاؤ اور اس کا علاج کرواؤ۔ چنانچہ اس نے دائی کو بلوایا اور کہا کہ مجھے کچھ دوا وغیرہ دو۔ دائی نے سرسری دیکھ کر کہا: میں تو دوا نہیں دیتی نہ ہاتھ لگاتی ہوں کیونکہ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تیرے اندر بھول گیا ہے۔ مگر مَیں نے اس سے کہا کہ ایسا نہ کہو بلکہ مَیں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی تھی۔ پھر منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصے میں حمل کے پورے آثار ظاہر ہو گئے اور مَیں نے اردگرد سب کو کہنا شروع کیا کہ دیکھ لینا کہ میرے لڑکا پیدا ہو گا اور ہو گا بھی خوبصورت۔ مگر لوگ بڑا تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ایسا ہو گیا تو واقعی بڑی کرامت ہے۔ آخر ایک دن رات کے وقت لڑکا پیدا ہوا اور خوبصورت ہوا۔ مَیں اسی وقت دھرم کوٹ بھاگا گیا جہاں میرے کئی رشتہ دار تھے اور لوگوں کو اس کی پیدائش سے اطلاع دی۔ چنانچہ کئی لوگ اسی وقت بیعت کے لئے قادیان روانہ ہو گئے۔ مگر بعض نہیں گئے اور پھر اس واقعہ پر ونجواں کے بھی بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور مَیں نے بھی بیعت کر لی اور لڑکے کا نام عبدالحق رکھا''۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۲۳۹)

پھر ایک واقعہ ہے:

حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب کی اہلیہ اوّل شادی کے چار سال بعد وفات پا گئیں جبکہ اہلیہ ثانی کے بارہ میں متعدد ڈاکٹروں اور حکیموں کی متفقہ رائے تھی کہ اولاد سے محروم رہیں گی۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے جب ارتداد اختیار کیا تو حضرت مسیح موعودؑ کو مقابلہ کا چیلنج دیتے ہوئے کہا کہ ''قدرت اللہ کے لئے بے شک دعا کریں اس کے اولاد نہیں ہو گی''۔ اس پر حضور علیہ السلام نے دعا کی اور حضرت مولوی صاحبؓ کو لکھوایا ''اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری اس قدر اولاد ہو گی کہ تم سنبھال نہ سکو گے''۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو چودہ بچے عطا کئے جن میں سے پانچ کو وہ سنبھال نہ سکے اور باقی نو بچے خدا کے فضل سے زندہ رہے اور بڑھے پھولے۔

(رجسٹر روایات)

پھر قبولیت دعا کے نتیجہ میں ایک نعم البدل عطا ہونے کے بارہ میں ایک واقعہ ہے۔ حکیم فضل

الرحمٰن صاحب مبلغ مغربی افریقہ کے والد حافظ نبی بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

''۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے کہ میرا لڑکا عبدالرحمٰن نامی جو ہائی سکول میں ساتویں جماعت میں تعلیم پاتا تھا، ماہ مئی میں بعارضہ بخار محرقہ و سرسام تین چار دن بیمار رہ کر قادیان میں فوت ہوگیا۔اس وقت مَیں فیض اللہ چک میں تھا کیونکہ مَیں اُس وقت ملازم تھا اور رخصت پر گھر آیا ہوا تھا۔فیض اللہ چک میں اس کی بیماری کی خبر پہنچی تو مَیں فوراً قادیان آ گیا۔علاج حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔مَیں بچے کی حالت دیکھ کر حضورؓ کے گھر پہنچا۔دستک دی تو حضور باہر تشریف لائے۔مَیں نے بچے کی حالت سے اطلاعاً عرض کی۔حضور فوراً اندر تشریف لے گئے اور چار پانچ گولیاں لاکر مجھے عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ ابھی جا کر ایک گولی پانی میں گھول کر دے دو اور پھر مجھے اطلاع دو۔مَیں دعا بھی کروں گا۔ چنانچہ مَیں نے اسی وقت آ کر گولی پانی میں گھسائی اور بچے کو دی۔ چونکہ بچے کی حالت نازک ہوچکی تھی گولی اندر ہی نہ گئی بلکہ منہ سے اِدھر اُدھر نکل گئی اور بچہ فوت ہوگیا۔حضرت خلیفہ اوّل نے نماز جنازہ پڑھائی اور مَیں نے نعش کو فیض اللہ چک لے جانے کی اجازت طلب کی جو دے دی گئی۔مَیں اور دیگر احباب جو میرے ساتھ موجود تھے واپس فیض اللہ چک چلے گئے۔مَیں پھر آمدہ جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان آیا۔حضورؓ کی نظرِ شفقت مجھ پر پڑ گئی تو فرمایا کہ آگے آ جاؤ۔وہاں پر بڑے بڑے ارکان حضورؓ کے حلقہ نشین تھے۔حضورؓ کا فرمانا تھا کہ سب نے میرے لئے راستہ دے دیا۔حضور نے میرے بیٹھتے ہی فرمایا کہ مَیں نے معلوم کیا ہے کہ آپ نے اپنے بچے کی وفات پر بڑا صبر کیا ہے۔میری کمر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ مَیں نعم البدل کے واسطے دعا کروں گا۔ چنانچہ اس کا نعم البدل حضور کی دعا سے مجھے لڑکا عطا ہوا جس کا نام فضل الرحمٰن حکیم ہے جو اس وقت بحیثیت مبلغ گولڈ کوسٹ، سالٹ پانڈ اور لیگوس میں تبلیغ کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ اس بچے کو بھی سچی قربانی کی توفیق بخشے''۔(اب تو وہ وفات پا چکے ہیں۔اور غانا اور نائیجیریا میں ابتدائی مبلغین میں سے تھے اور اتنا اثر تھا کہ جو لوگ احمدی ہوتے تھے دوسرے مسلمان ان کو احمدی کی بجائے حکیم کہا کرتے تھے۔ تو اس طرح بڑے مشکل حالات میں وہاں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔)

(اصحاب احمد جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۱-۲۶۲)

اب آخر میں ایم ٹی اے کے بارہ میں ایک خوشی کی خبر ہے مَیں آپ کو سنادوں کہ اللہ تعالیٰ

کے فضل سے پاکستان، برصغیر اور ایشیا کے اکثر ممالک میں ایم ٹی اے کی نشریات Asia Sat 2 پر تھیں جس کی سیٹنگ کافی مشکل ہے اور بہت کم چینل اس پر ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے Asia Sat 3 پر ہماری یہ نشریات پچھلے دس بارہ دن سے شروع ہیں اور یہ جو سیٹلائٹ ہے اس میں عموماً اردو بنگلہ ہندی انگریزی کے جتنے اہم چینل ہیں وہ جاری ہیں اس لئے جب بھی وہ اپنے ٹی وی کو Tune کرے گا تو ایم ٹی اے بھی اس کے ساتھ ہی Tune ہو گا۔ اور اس طرح ایک بڑے لمبے عرصے سے جزیرہ فجی ایم ٹی اے کے نور سے محروم تھا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نئے سیٹلائٹ کی وجہ سے دنیا کے آخری کنارے جزیرہ تائیونی میں بھی واضح سگنل موصول ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ۔ اسی طرح پاکستان میں بھی اور بنگلہ دیش میں بھی۔ تو اب یہ Main Stream میں آ گیا ہے۔ اور خوشی کی بات یہ ہے کہ کافی عرصہ سے ان کے ساتھ بات چیت چل رہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان فرمائے ہیں کہ حیرت انگیز طور پر بڑی کم قیمت پر یہ سیٹلائٹ میسر آ گیا ہے جس کا تصور بھی پہلے نہیں تھا الحمد للہ۔

❀❀❀